زندہ خدا کا زندہ نشان

از

سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھُوَ النَّاصِرُ

زندہ خدا کا زندہ نشان

جماعتِ احمدیہ کے خلاف احرار کے فتنہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

(رقم فرمودہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۳۵ء)

ہر ابتلاء جماعتِ احمدیہ کیلئے رحمت ہے

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفُوْا عِرْضَکَ اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ۔[1] لوگ چاہتے ہیں کہ تیرے نور کو بُجھا دیں، لوگ چاہتے ہیں کہ تیرے ساز وسامان کو اُچک کر لے جائیں مگر وہ ایسا نہیں کر سکیں گے کیونکہ میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔

یہ وہ کلام ہے جو آج سے تینتیس سال پہلے ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بانی سلسلہ احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا۔ وہ دن جاتا ہے اور آج کا دن آتا ہے متواتر دنیا کے لوگوں نے خدا تعالیٰ کے نور کو بُجھانے کی کوشش کی اور اس متاعِ روحانی کو لُوٹنے کی کوشش کی جو بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا مگر ان تمام بدخواہوں اور دشمنوں کے حصہ میں صرف ناکامی اور نامرادی آئی اور ہر شورش جو دشمن نے اُٹھائی اسی کے پیچھے سے رحمتِ الٰہی کے بادل جُھومتے ہوئے آموجود ہوئے اور ہر فتنہ جو معاندین نے برپا کیا اسی کے نیچے سے اللہ تعالیٰ کی برکتوں کا خزانہ نمودار ہوا۔ غرض مثنوی رومیؒ کے قول کے مطابق کہ:

؎ ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیرِ آں گنجِ کرم بنہادہ اند

ہر ابتلا احمدیت کیلئے رحمت بن گیا اور ہر حملہ اس کی ترقی کیلئے کھاد بن گیا اور کوئی دن نہیں چڑھتا کہ جس میں احمدیت کا قدم پہلے کی نسبت آگے نہیں پڑتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

احرار اور حکومت کا متفقہ حملہ

انہی حملوں میں سے جو نصف صدی سے احمدیت پر ہوتے چلے آ رہے ہیں، ایک حملہ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں ہوا اور اس دفعہ ایک جماعت جتھے اور طاقت کے ساتھ خود احمدیت کے مرکز پر حملہ آور ہوئی اور اخلاق و شرافت کے معیار کو بُھلا کر ایسے ایسے گندے حملے کئے گئے کہ شرافت نے سر پیٹ لیا اور انسانیت نے شرم سے اپنا منہ دامن میں چُھپا لیا۔ مگر دشمن خوش تھا کہ اس نے بہت بڑا کام کیا ہے اور نازاں تھا کہ ہنسی، تمسخر اور گالیوں کے ذریعہ سے اس نے احمدیت کی عزت کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اِس وقت سے پہلے دشمنانِ احمدیت سلسلہ احمدیہ کے خلاف یہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ یہ لوگ سیاست سے الگ رہتے ہیں اور بُزدل اور کمزور ہیں' اسی دن حملہ کی شکل بدل دی گئی اور یہ کہا گیا کہ احمدی اصل میں حکومت کے مخالف ہیں اور حکومت کے مقابل پر ایک اور حکومت بنانا چاہتے ہیں اور اس مضمون پر اس قدر زور دیا گیا کہ خود حکومت جس کی آنکھوں کے سامنے احمدیت کی تاریخ موجود تھی، دھوکا میں آ گئی اور مولوی عطاء اللہ صاحب جو اس احرار کانفرنس کے صدر تھے، ان پر حکومت نے جو مقدمہ کیا وہ ہر سمجھدار انسان کی نظر میں مولوی عطاء اللہ صاحب کے خلاف مقدمہ نہ تھا بلکہ احمدیت کے خلاف مقدمہ تھا۔ چنانچہ اس مقدمہ کے دَوران میں صدر انجمن احمدیہ کے ریکارڈ منگوائے گئے۔ مجھے کہ امام جماعت احمدیہ کا ہوں، عدالت میں گواہی کیلئے بُلوا کر تین دن طویل جرح کا نشانہ بنایا گیا۔ سلسلہ کے دوسرے کارکنوں کو بُلا کر لمبی لمبی جرحیں کی گئیں۔ اور ہر منصف مزاج نے تسلیم کیا کہ یہ مقدمہ حکومت نے مولوی عطاء اللہ صاحب کے خلاف نہیں کیا بلکہ احمدیت کے خلاف کیا ہے۔ آخر جب مقصد حاصل ہو گیا اور بزعمِ خود احمدیت کے رازہائے سربستہ کو حکومت اور احرار باہم مل کر افشاء کر چکے تو مقدمہ کا فیصلہ ہوا۔ عدالتِ ماتحت نے مولوی صاحب کو چھ ماہ کی سزا دی لیکن فیصلہ کے ساتھ ہی بِلا توقّف ضمانت منظور کر لی گئی۔ پھر جب عدالتِ اپیل کے سامنے مقدمہ پیش ہوا تو اس نے فیصلہ میں مولوی عطاء اللہ صاحب کو چھوڑ کر احمدیت پر فردِ جُرم لگایا اور مولوی صاحب کو اندازاً

پندرہ منٹ تک اپنی صُحبت میں بیٹھنے کی سزا دی' یہ فیصلہ کیا تھا۔

اکتوبر ۱۹۳۴ء کی احرار کانفرنس کا زیادہ بھیانک الفاظ میں خلاصہ تھا' اس کی کارروائی کی صحت پر مُہر تصدیق تھا اور اس امر کا اظہار تھا کہ احمدیہ جماعت درحقیقت حکومت میں ایک حکومت ہے اور ملک کے امن کیلئے خطرہ۔ احرار نے اس فیصلہ کو پڑھا اور اپنی دی ہوئی گالیاں عدالت کی قلم سے سُن کر جامے میں پُھولے نہ سمائے۔ انہوں نے اس فیصلہ کو لاکھوں کی تعداد میں مختلف زبانوں میں دنیا میں شائع کیا اور سمجھے کہ ہم نے ایک طرف حکومت اور احمدی جماعت کے تعلقات کو بگاڑ دیا ہے تو دوسری طرف تعلیم یافتہ طبقہ کو اس فیصلہ کے ذریعہ سے احمدیت سے بدظن کر دیا ہے مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ:

تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ

انسان ایک سازش کرتا ہے مگر خدا کی تقدیر اسے مٹانے کی تیاریاں کر رہی ہوتی ہے۔ جب احرار اپنی کامیابی پر خوش ہو رہے تھے۔ وہ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا ہے' دشمن کے ہاتھوں ہی سے آپ کی سچائی کے ثبوت کیلئے ایک زبردست گواہی تیار کروا رہا تھا۔ سچ ہے کہ جسے خدا رکھے اسے کون چکھے۔

احرار کی ذلّت کیلئے خدا تعالیٰ کی تدبیر

احرار اس خوشی میں پُھولے نہیں سماتے تھے کہ اچانک شہید گنج کا واقعہ ہو گیا۔ احرار نے جمہور مسلمانوں کا اس مسئلہ میں ساتھ نہ دیا۔ اور مسلمانوں کو اپنے دفتر کے سامنے گولیاں کھاتے ہوئے دیکھ کر ان کی راہنمائی کیلئے قدم نہ اُٹھایا۔ بس پھر کیا تھا' ان کی حقیقت کے رُخ پر سے نقاب اُٹھ گئی اور مسلمانوں نے انہیں ان کے اصلی رُوپ میں دیکھ کر اِس قدر اظہارِ نفرت کیا کہ تاریخ شاید ایسی شدید نفرت کی دوسری مثال پیش کرنے سے قاصر ہوگی۔

احرار کا دوبارہ حملہ

جب احرار نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے ان کی حقیقت کو ظاہر کر کے انہیں مسلمانوں کی نظروں میں گرا دیا ہے تو انہوں نے ایسی راہیں تلاش کرنی شروع کیں کہ جن پر چل کر وہ اس مصیبت سے نجات حاصل کر سکیں۔ آخر یہی فیصلہ کیا کہ سب سے آسان اور سب سے نافع ترین یہی بات ہے کہ احمدیت پر پھر سے ایک حملہ کر دیا جائے۔ چنانچہ دوسرے مسلمان تو اپنے جلسوں میں احرار کی غداری پر اظہارِ نفرت کر

رہے تھے اور احرار جگہ بہ جگہ جلسے کر کے یہ شور مچا رہے تھے کہ مسجد شہید گنج کا پیچھا چھوڑو، اصل کام احمدیت کی مخالفت ہے، اس کی طرف توجہ کرو اور روز نئے نئے الزام تراش کر لوگوں میں مشہور کر رہے تھے۔ اُن الزامات میں سے دو الزام یہ تھے کہ احمدی رسول کریم ﷺ کی ہتک کرتے ہیں اور آپؐ کے (فِدَاهُ نَفْسِيْ وَرُوْحِيْ) درجہ کو بانی سلسلہ احمدیہ کے درجہ سے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ ادنیٰ سمجھتے ہیں۔ اور قادیان کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے افضل خیال کرتے ہیں۔

احرار کو مباہلہ کا چیلنج

اس جھوٹ اور افتراء کی انہوں نے اس قدر اشاعت کی کہ میں نے مناسب سمجھا کہ اس کی تردید کر دوں کیونکہ گو یہ دونوں باتیں بالبداہت غلط اور احرار کے مفتریات میں سے ہیں لیکن پھر بھی بعض ناواقف لوگوں کو دھوکا لگنے کا امکان ہوسکتا تھا۔ مَیں نے جہاں ان اعتراضات کی تردید کی وہاں یہ بھی شائع کیا کہ اگر احرار کو اس الزام پر اصرار ہے تو وہ مجھ سے لاہور یا گورداسپور میں مُباہلہ کر لیں اور دونوں فریق پانچ پانچ سَو یا ہزار ہزار آدمی جیسا بھی فیصلہ ہو ہمراہ لائیں۔ اور تصفیہ شرائط کے بعد تاریخ مقرر کی جائے۔

احرار کی بہانہ سازی

احرار نے جب میرا یہ اعلان پڑھا تو سمجھے کہ اب اس ذریعہ سے ہم مسلمانوں میں جوش پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے مگر چونکہ حکومت نے فساد کے خوف سے احرار کیلئے اس سال قادیان میں کانفرنس منعقد کرنا ممنوع قرار دیا ہوا تھا۔ انہوں نے مباہلہ کی منظوری کا اعلان کرتے ہوئے یہ شرط لگا دی کہ مباہلہ قادیان میں ہو۔ میں نے اس شرط پر اس امر کو بھی منظور کر لیا کہ اگر احرار کو لاہور یا گورداسپور پر کوئی خاص اعتراض ہو تو مجھے اس پر بھی اعتراض نہیں لیکن باقی شرطوں کیلئے دونوں فریق کے نمائندے اکٹھے ہو کر ایک تصفیہ کر لیں۔ اس کے پندرہ دن بعد کی کوئی تاریخ مباہلہ کیلئے مقرر کی جائے۔

چونکہ احرار کی غرض مباہلہ کرنا نہ تھی بلکہ دو غرضوں میں سے ایک غرض تھی یا تو یہ کہ قادیان میں حکومت اِن کو جانے نہ دے گی اور اس طرح مباہلہ کا پیالہ ان سے ٹل جائے گا اور یا پھر یہ کہ اس بہانہ سے وہ قادیان جا کر کانفرنس کر سکیں گے اور اس طرح لوگوں میں فخر کر سکیں گے کہ دیکھو باوجود حکومت کے روکنے کے ہم کانفرنس کر آئے ہیں۔

میں نے جب بار بار تصفیہ شرائط پر زور دیا تو بجائے شرائط کا تصفیہ کرنے کے مظہر علی صاحب اظہر

کی طرف سے میرے نام تار آ گئی کہ احرار مباہلہ کیلئے تیار ہیں' ۲۳ نومبر کو وہ قادیان مباہلہ کیلئے آ جائیں گے۔ اس پر جماعت احمدیہ کے سیکرٹری نے انہیں جواب لکھا کہ آپ نے شرائط کا تصفیہ تو کیا نہیں' اس اعلان سے کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب سیکرٹری کو تو کوئی نہ دیا گیا لیکن اخبارات میں شور مچا دیا گیا کہ ہمیں سب شرائط منظور ہیں لیکن ساتھ ہی جو مضامین اس بارہ میں احرار کی طرف سے شائع ہوئے' ان میں قریباً ہر شرط کو ردّ کر دیا گیا۔ مثلاً میری شرط تھی کہ پانچ سَو یا ہزار آدمی مباہلہ میں شامل ہوں۔ اس کے متعلق لکھا گیا کہ آپ جتنے چاہیں آدمی لائیں ہم آپ کو مجبور نہیں کرتے۔ باقی رہا ہمارا معاملہ سو ہم آپ کی شرط کے پابند نہیں' ہم تو ہزار ہا آدمی ساتھ لائیں گے بلکہ مزید برآں یہ شرط بھی ہوگی کہ جو مباہلہ میں شامل نہ ہوں دیکھنے کیلئے آئیں' ان کو بھی مباہلہ دیکھنے سے روکا نہ جائے۔

ان اعلانات سے صاف ظاہر تھا کہ مباہلہ نہیں بلکہ احرار ایک دنگل کرنا چاہتے ہیں۔ پس میں نے اعلان کر دیا کہ یا تو احرار شرائط طے کر کے فقط پانچ سَو یا ہزار آدمی اپنے لائیں اور قادیان میں مباہلہ کر لیں ورنہ قادیان سے باہر لاہور یا گورداسپور میں مباہلہ کریں کیونکہ قادیان کو ہم فساد کی جگہ نہیں بنانا چاہتے۔

احرار کی طرف سے قربانی کا بکرا

اس میرے اعلان کا احرار نے کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن اعلان پر اعلان کرنا شروع کر دیا کہ مسلمان کثیر تعداد میں قادیان ۲۲۔ نومبر کو پہنچ جائیں۔ اس پر حکومت نے کریمنل لاء ایمنڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت احرار لیڈروں کو قادیان جانے سے روک دیا اور احرار جو حکومت کا تختہ اُلٹنے کی ڈینگیں ہمیشہ مارا کرتے ہیں' خاموش ہو کر بیٹھ رہے' اور آخر سوچ کر یہ عُذر تراشا کہ ہم لوگ ۶۔ دسمبر کو قادیان میں جمعہ پڑھنے کیلئے جانا چاہتے ہیں۔ چونکہ یہ محض ایک عُذر تھا' ورنہ قادیان میں جمعہ کی کوئی خاص وجہ احرار کیلئے نہ تھی اور پھر ایسے لیڈروں کیلئے جن میں سے بعض نماز کے ترک کیلئے مشہور ہیں اس لئے حکومت نے جمعہ سے روکنے کیلئے نہیں بلکہ فساد سے روکنے کیلئے احرار کو پھر نوٹس دے دیئے۔ باقی احرار تو خاموش ہو گئے لیکن قربانی کے بکرے کے طور پر مولوی عطاء اللہ صاحب کو انہوں نے پیش کر دیا۔ انہوں نے حکومت کے حکم کی نافرمانی کی اور قادیان کی طرف روانہ ہو گئے۔ جس پر حکومت نے قانون شکنی کے ارتکاب کے بعد انہیں ۶۔ دسمبر کو گرفتار کر کے گورداسپور پہنچا دیا۔ جہاں ۷۔ دسمبر کو ان کے

مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ اور بقول چودھری افضل حق صاحب ''چٹ میری منگنی پٹ میرا بیاہ'' کے مقولہ کے مطابق مجسٹریٹ نے ان کو چار ماہ قید کی سزا دے دی۔ اور باقی احراری لیڈر جو شہید گنج کی شورش کے وقت یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم تو اس لئے خاموش ہیں کہ اس کام میں مسلمانوں کا نقصان ہے ورنہ جان دینے سے تو ہم نہیں ڈرتے' خاموشی سے اپنے گھروں میں بیٹھ گئے۔

مولوی عطاء اللہ کی زندگی میں دو تغیر

اے دوستو! اس طرح پورے ایک سال میں مولوی عطاء اللہ صاحب کی زندگی میں دو تغیر پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں انہوں نے قادیان آ کر بانی سلسلہ احمدیہ کی عزت پر حملہ کیا۔ اور اس حد تک کامیابی حاصل کی کہ حکومت اور جماعت کے تعلقات کو بگاڑ دیا۔ پھر ۱۹۳۵ء میں انہوں نے دوبارہ حملہ کیا لیکن اس دفعہ ان کی غرض حکومت اور احمدیہ جماعت کے تعلقات کو بگاڑنا نہ تھی کیونکہ وہ تو پہلے ہی بگڑ چکے تھے نیز اس دفعہ حکومت ان کے قادیان آنے کے خود خلاف تھی۔

احرار کے دوسرے حملہ کی غرض

پس اس دفعہ آنے کی غرض یہ تھی کہ ایسی صورتِ حالات پیدا کر دیں کہ جس سے مسلمانوں میں احمدیت کے خلاف اشتعال پیدا ہو کر احمدیت مسلمانوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو اور شہید گنج کی وجہ سے کھویا ہوا وقار پھر احرار کو حاصل ہو جائے۔ گویا پہلے حملہ میں ان کا بڑا مقصد حُکّام کے دلوں میں اشتعال پیدا کرنا تھا اور اس دفعہ ان کا بڑا مقصد مسلمانوں کے دلوں میں اشتعال پیدا کرنا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس حملہ کو ناکام کر دیا اور وہ گرفتار ہو کر عدالتِ گورداسپور میں پیش ہوئے اور وہاں انہیں جاتے ہی چار ماہ کی قید کا حکم مل گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف

دیکھنے میں یہ واقعات معمولی معلوم ہوتے ہیں اور کوئی عجیب بات ان میں نظر نہیں آتی لیکن درحقیقت ان میں ایک بہت بڑا نشان ہے اور سوچنے والوں کیلئے بانی سلسلہ احمدیہ کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت۔ اس نشان کو ذہن نشین کرانے کیلئے مَیں پھر احباب کو ۳۳ سال پہلے کے زمانہ کی طرف لے جانا چاہتا ہوں۔ ۳۳ سال ہوئے نومبر کے ہی مہینہ میں کہ جس میں مباہلہ کے نام پر جمع ہونے کیلئے احرار نے اعلان کیا تھا' بانی سلسلہ احمدیہ نے مندرجہ ذیل کشف دیکھا جو اخبار بدر ۱۹۰۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:۔

’’ایک مقام پر مَیں کھڑا ہوں تو ایک شخص آ کر چیل کی طرح جھپٹا مار کر میرے سر سے ٹوپی لے گیا۔ پھر دوسری بار حملہ کر کے آیا کہ میرا عمامہ لے جاوے مگر مَیں اپنے دل میں مطمئن ہوں کہ یہ نہیں لے جا سکتا۔ اتنے میں ایک نحیف الوجود شخص نے اسے پکڑ لیا۔ مگر میرا قلب شہادت دیتا تھا کہ یہ شخص دل کا صاف نہیں ہے۔ اتنے میں ایک اور شخص آ گیا جو قادیان کا رہنے والا تھا اس نے بھی اسے پکڑ لیا۔ میں جانتا تھا کہ موخر الذکر ایک مومن متقی ہے۔ پھر اسے عدالت میں لے گئے تو حاکم نے اُسے جاتے ہی ۴ یا ۶ یا ۹ ماہ کی قید کا حکم دے دیا۔‘‘[۲]

اے دوستو! یہ کتنا بڑا نشان ہے۔ اس کشف سے ظاہر ہے کہ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دو حملے کرے گا۔ پہلے حملہ میں وہ کامیاب ہو جائے گا اور ٹوپی لے جائے گا۔ دوسرے حملہ میں وہ عمامہ لے جانا چاہے گا لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہوگا۔ اور پہلے اسے ایک غیر مومن دُبلا پتلا شخص پکڑنا چاہے گا مگر اس کی نیت پکڑنے کی نہ ہوگی۔ مگر پھر قادیان کا ایک شخص جو مومن متقی ہوگا اسے پکڑے گا۔ اس کے بعد وہ دوسری دفعہ حملہ کر کے آنے والا شخص عدالت میں لے جایا جائے گا اور وہاں جاتے ہی اسے ۴ یا ۶ یا ۹ ماہ کی قید کی سزا دے دی جائے گی۔

ٹوپی اور عمامہ کی تعبیر

آؤ اب ہم دیکھیں کہ تعبیر کی کتابوں میں ٹوپی اور عمامہ کی کیا تعبیر ہے تا کہ خواب کا مضمون ہمارے لئے اور بھی واضح ہو جائے۔ پہلے ہم ٹوپی کو لیتے ہیں۔ ٹوپی کی تعبیر حضرت محمد بن سیرین جو ایک اعلیٰ درجہ کے تابعی اور رسول کریم ﷺ کے مقرب صحابی حضرت ابوہریرہؓ کے داماد تھے لکھتے ہیں۔

وَضُعُهَا عَلَى الرَّأْسِ .... قُوَّةٌ لِرَئِيْسِهٖ وَنَزْعُهَا مُفَارَقَةٌ لِرَئِيْسِهٖ [۳]

یعنی ٹوپی کی تعبیروں میں سے ایک تعبیر یہ ہے کہ اگر خواب میں دیکھے کہ کسی نے ٹوپی سر پر رکھی ہے تو اس کے حاکم کو قوت و طاقت حاصل ہوگی اور اگر دیکھے کہ کسی نے اس کے سر پر سے ٹوپی اُتار لی ہے تو حاکمِ وقت سے اس کی علیحدگی ہو جائے گی۔

پھر لکھتے ہیں:۔

وَاِنْ نَزَعَهَا عَنْ رَأْسِهٖ شَابٌّ مَجْهُوْلٌ اَوْسُلْطَانٌ مَجْهُوْلٌ فَهُوَ مَوْتُ رَئِيسِهٖ وَفِرَاقٌ مَا بَيْنَهُمَا بِمَوْتٍ اَوْحَيَاةٍ۔[۴]

یعنی اگر دیکھے کہ کسی غیر معروف نوجوان نے یا کسی غیر معروف بادشاہ نے اس کے سر پر سے ٹوپی اُتار لی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یا تو اس کا بادشاہ مرجائے گا اور یا اس کے اور اس کے حاکم کے درمیان جُدائی ہو جائے گی خواہ موت کے ذریعہ سے خواہ زندگی میں ہی دوسرے اسباب کی وجہ یعنی تفرقہ وغیرہ سے۔

عمامہ کی تعبیر میں یہی امام محمد بن سیرین تابعی لکھتے ہیں۔

وَالْعَمَائِمُ تِیْجَانُ الْعَرَبِ......وَھِیَ قُوَّۃُ الرَّجُلِ وَتَاجُہٗ وَوِلَایَتُہٗ۔ [۵]

یعنی پگڑیاں عربوں کا تاج کہلاتی ہیں اور ان سے مراد آدمی کی قوت اور اس کی بادشاہت اور حکومت ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود کے کشف کی تعبیر

ان تعبیروں کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواب کی تعبیر یوں ہوگی کہ ایک شخص آپ پر حملہ کرے گا اور آپ کے اور حُکّام کے تعلقات کے بگاڑنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اسکے بعد وہ دوبارہ حملہ کرے گا اور اس دفعہ اس کی غرض یہ ہوگی کہ وہ احمدیت کی طاقت کو مٹا دے لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوگا۔ اس کے حملہ کے وقت پہلے ایک غیر مُسلم شخص جو چھریرے بدن کا ہوگا، اسے روکنا چاہے گا لیکن اصل میں اس کی نیت اسکے روکنے کی نہ ہوگی بلکہ وہ دل میں کہتا ہوگا کہ اگر اس کام سے میں آزاد ہی رہوں تو اچھا ہے۔ لیکن اس موقع پر قادیان کا ایک آدمی جو مومن اور متقی ہوگا، وہ بھی اس حملہ آور کو پکڑنے کیلئے آگے بڑھے گا اور اسکے آگے بڑھنے سے اس پہلے شخص کو بھی اچھی طرح پکڑنا پڑے گا اور آخر اس حملہ آور کو عدالت کے سامنے پیش کیا جائے گا اور بجائے لمبے مقدمہ کے اور مہینوں کی پیشیوں کے عام مقدمات کے دستور کے خلاف سرسری تحقیقات کے بعد جاتے ہی اس شخص کو ۴ یا ۶ یا ۹ ماہ (حضرت مسیح علیہ السلام کو رؤیا کا یہ حصہ بھول گیا کہ ان تینوں مدتوں میں سی کون سے مدت کی سزا ملی) قید کی سزا دے دی جائے گی۔

کشف نہایت صفائی سے پورا ہوا

اب دیکھو یہ تینتیس سال پہلے کا کشف اس زمانہ میں آ کر کس صفائی اور وضاحت سے پورا ہوا ہے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ حکومت جماعت احمدیہ کا امتحان کر لینے کے بعد اور اس امر کا یقین کر لینے کے بعد کہ یہ جماعت فتنوں اور فسادوں سے بچتی ہے ایک لسّان لیکچرار کی کوشش

سے اس وہم میں دوبارہ مبتلا ہو جائے گی کہ شاید یہ جماعت اپنی حکومت قائم کر رہی ہے اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ اور حکومت میں تفرقہ اور جُدائی پیدا ہو جائے گی۔ پھر کون کہہ سکتا تھا کہ ۱۹۳۴ء کے پہلے حملہ کے بعد دوبارہ حملہ پہلے حملہ سے مختلف حالات میں ہوگا اور اس دفعہ وہی شخص حکومت اور احمدیوں میں تفرقہ ڈلوانے کیلئے نہیں بلکہ احمدیوں کو مسلمانوں کی نگاہ میں ذلیل کرنے کیلئے اور ان کی عزت کو خاک میں ملانے کیلئے دوبارہ حملہ کرے گا۔ پھر کون کہہ سکتا تھا کہ یہ دوسرا حملہ باوجود اس کے کہ احرار کے دوسرے لیڈر موجود تھے اور باوجود اس کے کہ پہلے سال کی کانفرنس کے حملہ آور یعنی صدر کی بیوی بیمار تھی، پھر اسی کے سپرد کیا جائے گا۔ اور پھر کون کہہ سکتا تھا کہ اس دوسرے حملہ کے وقت حالات ایسے ہوں گے کہ وہ حملہ قانونی جُرم بھی بن جائے گا اور پھر کون کہہ سکتا تھا کہ اس وقت حکومت کا ایک نمائندہ چھریرے بدن کا ہوگا۔ پھر کون کہہ سکتا تھا کہ وہ نمائندہ اس کام میں حقیقی ہمدردی نہ رکھتا ہوگا۔ اور پھر کون کہہ سکتا تھا کہ قادیان کا ایک باشندہ اُس وقت آگے آئے گا اور ان تمام عُذرات کو جن کی وجہ سے حکومت اپنے نوٹس کو واپس لے سکتی تھی، توڑ دے گا اور گرفتاری کو ناگزیر بنا دے گا۔ پھر بتاؤ کہ کون کہہ سکتا تھا کہ آخر جب دوبارہ حملہ کر کے آنے والے شخص کو گرفتار کر لیا جائے گا اور وہ عدالت میں حاضر کیا جائے گا تو عدالت برخلاف عام عادت کے اس کے مقدمہ کی سرسری سماعت کرے گی اور پھر میں پوچھتا ہوں کہ کون ۱۹۰۲ء میں یہ بتا سکتا تھا کہ پھر عدالت اس دوبارہ حملہ کر کے آنے والے شخص کو جاتے ہی سزا بھی دے دے گی اور وہ سزا چار ماہ کی قید ہوگی۔

ہر مذہب کے لوگوں سے اپیل

اے وہ لوگو! جو خواہ ہندو ہو، خواہ مسلمان، خواہ عیسائی، خواہ سکھ، دیکھو تمہارے زندہ خدا نے ایک زندہ نشان دکھایا ہے۔ اس پر غور کرو اور اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے ادب سے جُھک جاؤ کہ وہ اپنے نشانوں کے ذریعہ سے تم کو بلاتا ہے تا تم کو روحانی زندگی دے اور تمہاری روحانی موت کو حیات سے بدل دے۔ دیکھو تم نے مرنے کے بعد نہ احرار کے سامنے پیش ہونا ہے نہ اپنے مولویوں' پنڈتوں' پادریوں یا گیانیوں کے سامنے، تم نے اپنے پیدا کرنے والے قادر خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ پھر تم اسے کیا جواب دو گے کہ ہم نے نشان پر نشان دیکھے مگر پھر بھی صداقت کو قبول نہ کیا۔

بانی سلسلہ احمدیہ کو دعویٰ کئے پچاس سال سے زائد ہو گئے۔ اس عرصہ میں خدا تعالیٰ نے نشان پر نشان دکھایا ہے جو ایک سے ایک زیادہ شاندار تھا۔ اسی نے سورج اور چاند کو مقررہ تاریخوں میں ان کیلئے گرہن لگایا، اسی نے طاعون کو ان کی پیشگوئی کے مطابق ہندوستان میں ظاہر کیا' اسی نے جاپان کو ان کی خبر کے مطابق روس پر فتح دی، کوریا پر قابض کیا اور ایک زبردست مشرقی طاقت بنایا' اسی نے ان کی خبر کے مطابق زارِ روس کی حکومت کو تباہ کیا اور زار کو بحالتِ زار حکومت سے علیحدہ کیا' اس نے ان کی پیشگوئی کے مطابق عرب میں آزاد حکومت قائم کی اور پنجاب' بہار اور کوئٹہ میں زلزلوں سے ان کی صداقت پر مُہر لگا دی' اسی نے افغانستان کے تغیرات کو ان کی وفات کے بعد ان کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر کر کے ان کے حق میں گواہی دی اور آج وہ پھر ایک نشان تمہاری ہدایت کے لئے دکھاتا ہے تا تم میں سے وہ لوگ جو بانی سلسلہ احمدیہ کے بعد پیدا ہوئے ہیں، یہ نہ کہہ سکیں کہ خدا تعالیٰ نے پہلوں کو نشان دکھائے مگر ہمیں ان سے محروم رکھا۔ دیکھو تمہارا پیدا کرنے والا وہ محبوب جس کا جلوہ دیکھنے کیلئے تمہارے آباء واجداد حسرت کرتے ہوئے اس دنیا سے گذر گئے، وہ آج پھر اپنی پوری شان سے ظاہر ہوا ہے تا تم کو اپنی صورت دکھائے کیونکہ وہ وراء الوراء ہستی ہے اور صرف اپنے نشانوں کے ذریعہ سے ہی دیکھی جا سکتی ہے۔

دُبلے پتلے آدمی سے مراد

بعض لوگ جو حالات سے ناواقف ہیں ان کی مزید واقفیت کیلئے میں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کشف میں جو دُبلا پتلا آدمی دکھایا گیا ہے، اس سے مراد حکومتِ وقت کا کوئی نمائندہ بھی ہو سکتا ہے جو دل سے احرار کے گرفتار کرنے کی تائید میں نہ تھا۔ چنانچہ واقعات سے ثابت ہے کہ جب احرار نے قادیان میں مباہلہ کے نام سے آنا چاہا اور اس کے جواز کی یہ دلیل دی کہ چونکہ امام جماعت احمدیہ نے خود ہم کو دعوت دی ہے، اس لئے اب ہمارے قادیان جانے میں کوئی روک نہیں ہونی چاہئے۔ تو گو ان کا یہ بیان غلط تھا کیونکہ میں نے جو شرائط مقرر کی تھیں انہوں نے ان کو پورا نہ کیا تھا مگر پھر بھی حکومت کے بعض نمائندے چاہتے تھے کہ اس عُذر کی بناء پر اپنے پاؤں اس جھگڑے سے نکال لیں۔ لیکن اس موقع پر میں نے ایک تفصیلی اشتہار شائع کیا اور اس میں ثابت کر دیا کہ احرار نے میری شرائط کے مطابق ہرگز مباہلہ کو منظور نہیں کیا بلکہ خود ان کے اشتہارات سے ثابت ہے کہ وہ مباہلہ کیلئے نہیں بلکہ کانفرنس کیلئے آ رہے ہیں۔ تو اس اشتہار کے

بعد حکومت کا خاموش رہنا اپنے قانون کو خود توڑنے کے مترادف ہو گیا اور وہ میری اس گرفت کی وجہ سے اپنے بنائے ہوئے قانون کے احترام پر مجبور ہو گئی اور اس طرح گویا مولوی صاحب کی گرفتاری کا باعث ایک قادیان کا شخص ہو گیا اور جو لوگ بعض عُذرات کی بناء پر قدم پیچھے ہٹانا چاہتے تھے، ان کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ سو دُبلے پتلے شخص سے حکومت کا کوئی ایسا نمائندہ بھی مراد ہو سکتا ہے جو احرار کی گرفتاری پر دل میں رضامند نہ تھا لیکن اس سے علمِ تعبیر کے مطابق حکومت کا وہ مذبذب رویہ بھی ہو سکتا ہے جو حکومت کی طرف سے میرے اس اعلان سے پہلے کہ جب تک شرائط طے نہ ہوں مَیں ہرگز قادیان میں مباہلہ کیلئے تیار نہیں ہوں اور یہ کہ اگر شرائط طے کئے بغیر احرار قادیان میں آئے تو وہ مباہلہ کے لئے نہیں آئیں گے بلکہ اور کسی غرض کیلئے آئیں گے، ظاہر ہو رہا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر حملہ سے مراد

شاید کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اس رؤیا میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات پر حملہ دیکھا ہے اور تم جس واقعہ کا ذکر کرتے ہو یہ آپ کی وفات کے بعد کا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی سنت کے مطابق خدا تعالیٰ کے فرستادوں کی بعض پیشگوئیاں ان کے بعد ان کے خلفاء کے ہاتھ پر پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی آتا ہے کہ ایک دفعہ رؤیا میں آپ نے دیکھا کہ قیصر و کسریٰ کے خزانہ کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں دی گئی ہیں[۶] لیکن یہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئیں۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ مامور کبھی کشف میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے مگر مراد اُس سے اس کی جماعت ہوتی ہے۔

پیشگوئی نہایت بیّن طور پر پوری ہوئی

اب میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے پھر ان سب لوگوں سے جن کے ہاتھ تک میرا یہ اشتہار پہنچے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس زبردست نشان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور دیکھیں کہ کیا یہ انسانی دماغ کا اختراع ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی بندہ اتنا عرصہ پہلے ایسی تفصیلی خبر دے سکتا ہے؟ بے شک دشمن سَو قسم کے اعتراض پیدا کر لیتا ہے۔ لوگوں نے ہر رسول کے متعلق شکوک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور رسول تو الگ رہے خود اللہ تعالیٰ کی ذات

کے متعلق بھی لوگ شکوک پیدا کرتے رہتے ہیں لیکن جتنی وضاحت اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق خدا کے فرستادوں کے کلام میں ہوتی ہے، دیدۂ بینا کیلئے اِس پیشگوئی میں موجود ہے۔ تعبیر کے علم سے چونکہ اکثر لوگ واقف نہیں ہوتے ،اس لئے اس کشف کے سمجھنے میں بعض لوگوں کو دقّت ہوتو ہو ورنہ اگر علم تعبیر کی کتابوں سے اس کی تعبیر کر کے کسی ناواقف شخص کے سامنے بھی اس کشف کو رکھ کر دیکھا جائے ،تو وہ فوراً اسے مولوی عطاء اللہ صاحب کے واقعہ پر چسپاں کر دے گا۔ مثلاً ایک ایسے شخص سے جو مولوی عطاء اللہ صاحب کے حالات سے واقف ہو کہو کہ ایک شخص ہے جس نے ایک مذہبی سلسلہ کے مرکز میں جا کر پُر زور تقریریں کیں اور اس سلسلہ کے خلاف حکومت کو اُکسایا اور وہ اس میں کامیاب ہو گیا، حکومت اس سلسلہ پر بدظنّ ہو گئی۔ پھر دوبارہ وہ اسی جگہ پر اس لئے جانے کیلئے آمادہ ہوا کہ اس سلسلہ کی مذہبی حیثیت کو بھی گرا دے مگر اس دفعہ حکومت کے ایک قانون سے اس کے ارادہ کا ٹکراؤ ہو گیا۔ لیکن حکومت ابھی اپنے قانون کو استعمال کرنے سے ہچکچاتی تھی کہ اتنے میں اس سلسلہ کے ایک شخص نے ان عُذرات کو جن کی وجہ سے حکومت ہچکچاتی تھی توڑ دیا اور حکومت نے اس باہر سے آنے والے شخص کو گرفتار کر کے عدالت کے سامنے پیش کر دیا اور عدالت نے سرسری تحقیق کر کے جاتے ہی اسے چار ماہ کی قید کی سزا دے دی۔ اب تم بتاؤ کہ یہ شخص کون ہے؟ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شخص بلا اختیار بول اُٹھے گا کہ یہ تو مولوی عطاء اللہ صاحب کا واقعہ ہے۔ پھر ایسی واضح اور بیّن پیشگوئی کے بعد اب آپ لوگ اور کس نشان کی انتظار میں ہیں۔

احرار کی مخالفت صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ثبوت بن گئی

ذرا غور تو کریں کہ وہی امر جسے سلسلہ احمدیہ کی ہتک کا موجب بنایا جا رہا تھا اسے اللہ تعالیٰ نے کس طرح سلسلہ احمدیہ کی سچائی ثابت کرنے کا ذریعہ بنا دیا اور ایک بیّن نشان کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ گویا بالکل اسی طرح ہوا جس طرح بانی سلسلہ احمدیہ کو ایک اَور رؤیا میں دکھایا گیا تھا کہ کسی شخص نے آپ کی طرف ایک سانپ بھیجا ہے جسے آپ نے تَلا تو وہ مچھلی بن گیا۔ ؎ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ سب تحریک احرار نے سلسلہ احمدیہ کو ضُعف پہنچانے کیلئے شروع کی تھی۔ گویا ایک سانپ احمدیت کو ڈسنے کیلئے بنایا گیا تھا لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے وہی سانپ مچھلی بن کر سلسلہ کی ترقی کا موجب اور اس کی صداقت کا ایک ثبوت بن گیا۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اب اس کُھلے نشان کو دیکھ کر بھی جو شخص پیچھے رہتا ہے، وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتا ہے کیونکہ معمولی حاکموں کے احکام کو ردّ کرنے والا شخص بھی سزا سے نہیں بچ سکتا۔ تو جو شخص ربّ العلمین خدا کی دعوت کو ردّ کرتا ہے، اس کا کیا حشر ہوگا۔ لیکن میرے نزدیک ہمیں سزا کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ جب ہمارے پیدا کرنے والے نے ہاں اُس خدا نے جس کے حُسن کے مقابل پر سب حُسن ہیچ اور بے حقیقت ہیں، ہمیں اپنی جلوہ نمائی کیلئے بُلایا ہے اور ہم اس میں سُستی کرتے ہیں تو کیا اس عظیم الشان موقع کو کھو کر ہم کبھی بھی امید کر سکتے ہیں کہ پھر ہم کو یہ موقع دیا جائے گا اور ہم کبھی بھی اس کے جلال کو دیکھ سکیں گے؟

پس میں ایک طرف تو تمام دنیا کے باشندوں کو اس نشان پر غور کرنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کی دعوت دیتا ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام بنی نوع انسان کو خواہ مسلمان ہوں، خواہ ہندو، خواہ سکھ، خواہ عیسائی سچائی قبول کرنے کی توفیق دے اور دنیا کی محبت اور دنیا کے خوف کو لوگوں کے دلوں سے مٹا کر اپنی محبت اور اپنا خوف بخشے کہ اسی میں سب ترقی ہے اور اسی میں سب عزت ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار

میرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ

۱۲۔ دسمبر ۱۹۳۵ء

(الفضل ۱۸/ دسمبر ۱۹۳۵ء)

۱؎ تذکرہ صفحہ ۴۳۶۔ ایڈیشن چہارم

۲؎ تذکرہ صفحہ ۴۳۸۔ ایڈیشن چہارم

۳،۴؎ تعطیر الانام الجزء الاوّل صفحہ ۱۰۴ حاشیہ مطبع حجازی قاہرہ ۱۲۸۴ھ

۵؎ تعطیر الانام الجزء الاوّل صفحہ ۱۰۳ حاشیہ مطبع حجازی قاہرہ ۱۲۸۴ھ

۶؎ السیرۃ الحلبیہ الجزء الثانی صفحہ ۳۳۴۔ مطبع محمد علی صبیح الازھر ۱۹۳۵ء

۷؎ تذکرہ صفحہ ۲۷۔ ایڈیشن چہارم